34

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی

وصیت

اِس وصیت سے حضرت خلیفہ اول کی اولاد کے اعتراضات اور غیر مبائعین کے خیالات کی واضح تردید ہو جاتی ہے

(فرمودہ 31/اگست 1956ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"حال ہی میں جو فتنہ پیدا ہوا ہے اس کے متعلق ایک شہادت ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب کی الفضل میں شائع ہوئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب میاں عبدالسلام صاحب مرحوم کے ساتھ سندھ میں زمین کے ٹھیکہ میں شریک رہے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ میاں عبدالوہاب نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اپنی اولاد کے لیے دنیوی ترقیات کی دعا فرمائی تھی۔ لیکن ہمارے ابا نے اپنی اولاد کو خداتعالیٰ کے سپرد کیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کو دین کی خدمت کی توفیق نہیں ملی۔1 یہ تو عبدالوہاب کی روایت تھی۔ اب ایک اَور روایت ان کے ایک بھتیجے یعنی میاں عبدالسلام صاحب مرحوم کے ایک لڑکے کی ملی ہے۔

اس نے کہا ہے کہ ہمارے داداجان بڑے امیر آدمی تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی جائیداد پر حضرت صاحب کے خاندان اور صدرانجمن احمدیہ نے قبضہ کر لیا۔ اِس روایت کے متعلق ایک احمدی دوست نے حلفیہ گواہی دی ہے۔ اِسی طرح ان کے ایک اَور بیٹے نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) لکھنا نہیں آتا تھا۔ آپ کو جو شہرت نصیب ہوئی وہ ہمارے داداجان کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ہمارے داداجان کتاب لکھتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس پر اپنے دستخط کر دیتے اور اسے اپنے نام سے شائع کر دیتے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی وصیت مل گئی ہے۔ یہ وصیت آپ نے اپنی وفات سے چند دن قبل لکھی تھی۔ میں وہ وصیت آپ لوگوں کو پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔ لیکن اِس وصیت کے سنانے سے قبل میں نواب محمد علی خان صاحب مرحوم کی ایک تحریر سناتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نواب صاحب کے مکان پر ہی فوت ہوئے تھے اور آپ نے وفات سے چند دن قبل اپنی وصیت بھی اِنہی کے حوالہ کی تھی۔ وہ میری طرف لکھتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سیدی حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام ثانی

سَلَّمَکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب مرحوم مغفور خلیفۃ المسیح علیہ السلام اول کی وصیت جو میرے سپرد حضرت موصوف نے کی تھی۔ اُس کا ایک حصہ پورا ہو چکا ہے۔ اب حصہ اول وصیت حضرت موصوف یعنی جو کچھ اولاد و جائیداد کے متعلق درج فرمایا اُس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ میرے خیال میں ایک کمیٹی مندرجہ شخصوں کی بنائی (جاوے)۔ خاکسار بوجہ حامل وصیت ہونے کے، مولوی سرورشاہ صاحب، پیر منظور محمد صاحب، میاں عبدالحی صاحب، مولوی شیر علی صاحب بی۔اے۔ یہ کمیٹی مندرجہ ذیل کام کرے۔ اول تحقیقات جائیداد حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم مغفور۔ دوم تمام اثاث البیت جس میں شرعاً دخل جائز ہو اور

کتب خانے کی حفاظت اور فہرست مرتب کرے۔ سوم گزارہ اہلِ بیت حضرت موصوف و اولاد کے لیے تدابیر انتظام و مقدار گزارہ کی بابت تجویز کرے۔ پس حضور اگر یہ مناسب تصور فرمائیں اس کی بابت مناسب حکم دیا جائے اور کمیٹی اگر یہی مناسب ہے ان کی بابت ورنہ جو مناسب ہوں ان کو مقرر فرمائیں اور سرِ دست مبلغ دوسَو روپے برائے اخراجات دے دیا جائے تا وقتیکہ مناسب انتظام ہو۔

المرقوم 21 مارچ 1914ء

محمد علی خان

اس چٹھی پر میری طرف سے یہ نوٹ درج ہے کہ:-

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

بہت بہتر ہے۔ آپ ہی ان اصحاب کو جمع کر کے کوئی فیصلہ فرما دیں۔ کتب خانہ کے معاملہ میں مولوی غلام نبی صاحب کو بھی مشورہ میں شامل کر لیا جائے۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے جو وصیت فرمائی تھی وہ یہ ہے

''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ مَعَ التَّسْلِیْمِ

خاکسار بقائمی حواس لکھتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ میرے بچے چھوٹے ہیں۔ ہمارے گھر مال نہیں۔ ان کا اللہ حافظ۔ ان کی پرورش امدادی یا یتامٰی یا مساکین سے نہ ہو۔ کچھ قرضہ حسنہ جمع کیا جائے۔ لائق لڑکے ادا کریں یا کتب، جائیداد وقف علی الاولاد ہو۔ میرا جانشین متقی ہو، ہر دلعزیز عالم باعمل ہو۔ حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی درگزر کو کام میں لاوے۔ میں سب کا خیرخواہ تھا وہ بھی خیرخواہ رہے۔ قرآن کریم کا درس جاری رہے۔

والسلام

نورالدین

4 مارچ

بعد اعلان۔ گواہ شد محمد علی خان گواہ شد مرزا محمود احمد 4/3/14۔ گواہ شد مرزا یعقوب بیگ 4/3/14۔ گواہ شد محمد علی 4/3/14''

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے یہ وصیت اپنی وفات سے صرف چند دن قبل لکھی تھی اور اسے مولوی محمد علی صاحب سے آپ نے تین دفعہ پڑھوایا تھا۔ جب وہ ایک دفعہ پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا پھر پڑھو۔ جب وہ پھر پڑھ چکے تو فرمایا پھر پڑھو۔ پھر فرمایا اس پر کوئی اعتراض ہو تو بیان کرو۔ جب مولوی محمد علی صاحب نے کہا مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں تو آپ نے فرمایا پھر اس پر اپنے دستخط کر دو۔ پھر آپ نے مجھے بھی دستخط کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب اور محمد علی خان صاحب مرحوم کو بھی دستخط کرنے کے لیے کہا اور نواب محمد علی خاں صاحب مرحوم کو آپ نے اپنا وصی مقرر فرمایا۔ اِس وصیت میں صاف لکھا ہوا موجود ہے کہ آپ کے بعد دوسرا خلیفہ ہو۔ لیکن اِس کے باوجود سب سے پہلا کام مولوی محمد علی صاحب نے یہ کیا کہ آپ کی وفات سے تین دن پہلے ایک ٹریکٹ چھپوایا کہ آئندہ کوئی خلیفہ نہیں ہونا چاہیے اور اسے آپ کی زندگی میں چُھپائے رکھا۔ جب آپ فوت ہو گئے تو اُسے سارے پنجاب میں تقسیم کیا۔

اِس وصیت میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول لکھتے ہیں کہ ''ہمارے گھر میں مال نہیں جماعت کے دوستوں سے چندہ جمع کر کے میری اولاد کی پرورش کی جائے۔'' اور ان کے بیٹے یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ابا کو خداتعالیٰ پر اتنا توکّل تھا کہ آپ نے اپنی وفات کے وقت ہمیں خداتعالیٰ کے سپرد کیا کسی بندہ کے سپرد نہیں کیا حالانکہ آپ نے انہیں صرف خداتعالیٰ کے سپرد ہی نہیں کیا بلکہ یہ بھی فرمایا کہ جماعت کے دوستوں سے قرضہ لے کر ان کی پرورش کی جائے۔ گویا آپ نے انہیں جماعت کے سپرد بھی کیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کے متعلق کہا گیا ہے کہ آپ نے اپنی اولاد کے لیے صرف دنیوی ترقیات کی دعائیں کی تھیں انہوں نے کبھی بھی نہیں کہا کہ میری اولاد کے لیے چندہ جمع کرنا یا قرضہ حسنہ لے کر اُن کی پرورش کرنا۔ آپ اپنی اولاد کو اپنے پیچھے چھوڑ گئے لیکن اُن کے گزارہ کے متعلق آپ نے کوئی

وصیت نہیں کی۔ہاں! جب آپ فوت ہو گئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے آپ کے ایک الہام سے یہ سمجھا کہ آپ کے خاندان کو گزارہ دینا چاہیے اور آپ نے ہمارے لیے کچھ گزارہ مقرر کر دیا۔ جب مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم جو ہمارے بڑے بھائی تھے قادیان آئے تو انہوں نے شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کو میرے پاس بھیجا۔ وہ مجھے بڑی مسجد کی طرف جاتے ہوئے ملے۔ میں غالباً اُس وقت درس سننے کے لیے جا رہا تھا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ مرزا سلطان احمد صاحب نے مجھے یہ پیغام آپ تک پہنچانے کے لیے دیا ہے کہ خاندان کی ہتک ہو گی آپ ہرگز کوئی گزارہ قبول نہ کریں۔ مجھے اِس بات پر غصہ آیا کہ وہ تو غیر احمدی ہیں۔ انہیں کیا حق ہے کہ ہمارے متعلق کوئی بات کہیں۔ چنانچہ میں نے انہیں کہلا بھیجا کہ جماعت سے گزارہ لینا یا نہ لینا ہمارا کام ہے۔ میں اِس بارہ میں آپ کا کوئی مشورہ سننے کے لیے تیار نہیں۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے اپنے طور پر صدر انجمن احمدیہ سے کہہ دیا کہ ہم کوئی گزارہ لینے کے لیے تیار نہیں۔لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو یہ اصرار رہا کہ ہمیں گزارہ لینا چاہیے۔آپ فرماتے تھے کہ میں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام کو پورا کر رہا ہوں۔ وہ الہام وہ ہے جس میں ''علم الدرمان 223''[2] کے الفاظ آتے ہیں۔ اس سے آپ یہ نتیجہ نکالتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے لیے گزارہ مقرر کرنا چاہیے۔

بہرحال حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اپنی اولاد کو صرف خدا تعالیٰ کے سپرد ہی نہیں کیا بلکہ آپ نے ان کی پرورش کے لیے وصیت فرمائی کہ قرضہ حسنہ جمع کیا جائے اور ان کی پرورش کی جائے۔ اس کے بعد لائق لڑکے اسے ادا کریں۔لیکن ہم نے ان کی پرورش کے لیے قرضہ حسنہ جمع نہیں کیا بلکہ آج تک انہیں وظائف دے کر پڑھاتے رہے۔ چنانچہ آپ کے بعض بچوں کو سَو سَو روپیہ ماہوار وظیفہ ملتا رہا ہے۔ میاں عبدالسلام صاحب مرحوم کو بھی سَو روپیہ ماہوار وظیفہ ملتا رہا جب وہ علی گڑھ میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اور عبدالمنان کو بھی اتنا ہی وظیفہ ملتا تھا جب وہ علی گڑھ میں پڑھتے تھے۔ عبدالوہاب کے متعلق مجھے یاد نہیں کہ اسے کس قدر وظیفہ ملتا رہا ہے۔ بہرحال حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے تو یہ وصیت فرمائی تھی

کہ ان کی اولاد کی پرورش کے لیے قرضہ حسنہ جمع کیا جائے۔ لیکن ہم نے قرضہ حسنہ جمع نہیں کیا بلکہ انہیں سلسلہ کے اموال سے وظائف دے کر پڑھایا اور اِس طرح ان کی اُس مصیبت کو دور کیا جو ان پر آئی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اپنی وصیت میں جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ جائیداد وقف **عَلَی الْاَوْلَاد** ہو اِس کے یہ معنے نہیں تھے کہ شریعت نے جو حِصَص مقرر کیے ہیں وہ باطل ہو جائیں گے۔ بلکہ آپ کا منشا یہ تھا کہ شرعی طور پر جس قدر حصہ کسی کو مل سکتا ہے وہ اُسے دیا جائے۔ لیکن جب میاں عبدالحی صاحب فوت ہوئے اور اُن کی بیوہ نے سید محمود اللہ شاہ صاحب سے شادی کر لی تو اُس وقت اِن بچوں کی والدہ نے انہیں بلا کر کہا کہ تم پر خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہو گا اگر تم نے اپنی بیوی کا حصہ جائیداد سے طلب کیا۔ اگر تم نے ایسا کیا تو میں تمہارے لیے بددعائیں کروں گی۔ چنانچہ وہ ڈر گئے اور انہوں نے کوئی حصہ طلب نہ کیا۔ جب مجھے پتا لگا تو میں نے کہا کہ وقف **عَلَی الْاَوْلَاد** کے تو معنے ہی یہ ہیں کہ انہیں شریعت کے احکام کے مطابق جائیداد سے حصہ دیا جائے۔ چنانچہ میں نے خود حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی زندگی میں آپ سے اِس بارہ میں بات کی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ وقف **عَلَی الْاَوْلَاد** کے یہ معنے نہیں کہ شریعت کے حصے باطل ہو جائیں۔ بلکہ اِس کے صرف یہ معنے ہیں کہ اسے اولاد میں شریعت کے مطابق تقسیم کیا جائے۔ میاں عبدالحی آپ کا بیٹا تھا اور آپ کے بعد فوت ہوا تھا۔ اس لیے اُس کا آپ کی جائیداد میں جس قدر حصہ تھا اُس میں سے جتنا حصہ اُس کی بیوی کے لیے شریعت نے مقرر کیا تھا وہ بہرحال اُسے ملنا چاہیے تھا۔ لیکن ان بچوں کی والدہ نے سید محمود اللہ شاہ صاحب سے کہا کہ اگر تم نے اپنی بیوی کا حصہ مانگا تو میں تمہارے لیے بددعائیں کروں گی۔ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب جو لڑکی کے والد تھے انہوں نے بھی کہا کہ اس کا حصہ شریعت نے مقرر کیا ہے اور اُسے ضرور ملنا چاہیے۔ لیکن سید محمود اللہ شاہ صاحب کمزور دل تھے۔ انہوں نے کہا اماں جی کہتی ہیں کہ میں تمہارے لیے بددعائیں کروں گی اس لیے میں یہ حصہ نہیں لیتا۔ اور یہ بھی کہا کہ میں نے اپنی بیوی سے بھی اِس کا ذکر کیا تھا۔ وہ بھی اس بات پر راضی ہو گئی ہیں کہ میں جائیداد میں سے اپنا حصہ چھوڑتی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی زندگی میں جائیداد سے کوئی حصہ طلب نہیں کیا۔ لیکن

اماں جی نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر تم نے جائیداد میں سے اپنی بیوی کا وہ حصہ طلب کیا جو قرآن کریم نے اس کے لیے مقرر کیا ہے تو میں اِس قرآن کے بھیجنے والے کے پاس تمہارے لیے بددعائیں کروں گی۔ حالانکہ جس خدا نے قرآن کریم میں اس کے لیے جائیداد میں حصہ مقرر کیا ہے وہ کسی دوسرے کی بددعائیں سنے گا کیوں؟ اگر اس نے آئندہ بددعائیں قبول کرنی ہوتیں تو وہ قرآن کریم میں حصے کیوں مقرر کرتا؟ وہ کہہ دیتا کہ چاہو تو کسی کو حصہ دو اور چاہو تو نہ دو۔

بہرحال یہ وہ وصیت ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے وفات سے قبل کی اور پھر یہ ان کی اپنی تحریر ہے جس پر نواب محمد علی خاں صاحب، مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے علاوہ میرے بھی دستخط ہیں۔

پھر نواب صاحب مرحوم کی اپنی چِٹھی موجود ہے جو انہوں نے میری طرف لکھی۔ وفات کے وقت انہوں نے یہ تحریریں اپنی بیوی یعنی ہماری ہمشیرہ کو دے دیں اور انہوں نے میاں بشیر احمد صاحب کو دے دیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اُس نے ان تحریروں کو بیالیس سال تک چُھپائے رکھا اور اب آ کر ظاہر کر دیا تا کہ ان لوگوں کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ میاں عبدالوہاب نے کہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ غلطی کی کہ آپ نے اپنی اولاد کو خداتعالیٰ کے سپرد نہیں کیا۔ لیکن حضرت خلیفہ اول نے ہمیں خداتعالیٰ کے سپرد کیا حالانکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول اپنی وصیت میں لکھتے ہیں کہ ''ہمارے گھر میں مال نہیں۔ ان کا اللہ حافظ۔ ان کی پرورش امدادی یا یتامٰی یا مساکین سے نہ ہو۔ کچھ قرضہ حسنہ جمع کیا جائے۔ لائق لڑکے ادا کریں''۔ گویا باپ تو اپنی اولاد کو خداتعالیٰ کے ساتھ جماعت کے امراء کے بھی سپرد کرتا ہے لیکن اولاد کہتی ہے کہ ہمارے ابا نے ہمیں صرف خداتعالیٰ کے سپرد کیا تھا۔

میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کے لیے صرف دنیا نہیں مانگی بلکہ دین بھی مانگا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

کر ان کو نیک قسمت دے ان کو دین و دولت
کر ان کی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت 3

گویا دولت کے ساتھ دین کا لفظ بھی موجود ہے۔ لیکن محض تعصب اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخفیف اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا درجہ بڑھانے کے لیے یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ نے تو اپنی اولاد کے لیے دنیا مانگی تھی لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اپنی اولاد کو خداتعالیٰ کے سپرد کیا تھا۔ حالانکہ اپنی اولاد کو خداتعالیٰ کے سپرد تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی کیا تھا۔ چنانچہ آپؑ کا یہ الہامی شعر ہے کہ

سپردم بتو مایۂ خویش را   تُو دانی حسابِ کم و بیش را 4

کہ اے خدا! میں اپنی ساری پونجی تیرے حوالہ کرتا ہوں تُو کم و بیش کا اختیار رکھتا ہے۔

لیکن جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کے لیے یہ کہیں نہیں لکھا کہ ان کے لیے قرضہ حسنہ جمع کیا جائے وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے خدا کے سپرد کرنے کے علاوہ اپنی اولاد کو جماعت کے امراء کے بھی سپرد کیا اور وصیت فرمائی کہ ان کی پرورش کے لیے قرضہ حسنہ جمع کیا جائے۔ اور خداتعالیٰ نے ان کی اولاد کو جھوٹا کرنے کے لیے یہ کاغذات اب تک محفوظ رکھے۔ اب دیکھیں اِس وصیت کی اشاعت پر پیغامی کیا کہتے ہیں۔ اِس تحریر پر مولوی محمد علی صاحب کے دستخط بھی موجود ہیں۔ وہ دیکھ لیں کہ انہوں نے آئندہ خلافت کے جاری رہنے کو تسلیم کیا ہے۔ پھر خلافت کے انکار کے کیا معنیٰ؟ ہمیں اُس وقت اِس تحریر کو شائع کرنے کا خیال ہی نہ آیا ورنہ یہ خلافت کے جاری رہنے کا ایک بڑا بھاری ثبوت تھا۔ نواب صاحب مرحوم نے اسے اپنے پاس محفوظ رکھا۔ ان کی عادت تھی کہ وہ چھوٹے چھوٹے کاغذ کے پُرزوں کو بھی محفوظ رکھا کرتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد پچاس پچاس سال کے کاغذ نکلے۔ مثلاً کئی اِس قسم کے پرانے پُرزے نکلے کہ فلاں دھوبی کو ایک آنہ دینا ہے، فلاں موچی کو پانچ پیسے دینے ہیں یا فلاں پنساری کو دو آنے دینے ہیں۔ پھر ان کے خاندان نے یہ تمام رقوم ادا کیں۔ یہ وصیت بھی انہوں نے سنبھال کر رکھی ہوئی تھی۔ وفات کے قریب آپ نے یہ اپنی بیوی یعنی ہماری ہمشیرہ کے سپرد کر دی۔ اِس طرح خداتعالیٰ کے فضل سے یہ ہمارے کام آ گئی۔

چنانچہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی اولاد نے بغاوت کی تو اللہ تعالیٰ نے خود آپ کی قلم سے ان کو جھوٹا ثابت کر دیا''۔ (الفضل 5 ستمبر 1956ء)

1 : مفصّل شہادت الفضل مؤرخہ 9؍اگست 1956ء میں درج ہے۔

2 : تذکرہ صفحہ 572 طبع چہارم 2004ء

3 : درثمین اردو صفحہ 36 ''محمود کی آمین''

4 : تذکرہ صفحہ 673 طبع چہارم 2004ء